معاشرے کی
رسومات

25-October-2018

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والا

سنتوں بھرا بیان

(For Islamic Sisters)

ہر مبلغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللہ

دُرُودِ پاک کی فضیلت

رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: میرا جو اُمّتی اِخلاص کے ساتھ مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھے گا اللہ پاک اُس پر دس(10) رَحمتیں نازِل فرمائے گا، اُس کے دس(10) دَرَجات بلند فرمائے گا، اُس کے لئے دس(10) نیکیاں لکھے گا اور اُس کے دس(10) گناہ مٹادے گا۔[1]

میری زبان تَر رہے ذِکر و دُرُود سے بے جا ہنسوں کبھی نہ کروں گفتگو فُضول

(وسائلِ بخشش مرمم، ص ۲۴۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! حُصُولِ ثَواب کی خاطِر بَیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نِیّتیں کرلیتی ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ "نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ" مُسلمان کی نِیّت اُس کے عَمَل سے بہتر ہے۔[2]

مدنی پھول: جتنی اَچّھی نِیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

---

1 . . . سنن کبریٰ، کتاب عمل الیوم . . . الخ، باب ثواب الصلاۃ . . . الخ، ۶/ ۲۱، حدیث: ۹۸۹۲

2 . . . معجم کبیر، سہل بن سعد الساعدی . . . الخ، ۶/ ۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دوزانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کے لئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰـہ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰـہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! آج کے بیان میں ہم **"معاشرے کی رسومات"** میں سے چند بُری رسموں کے بارے میں سُنیں گی۔ مصر کے اندر ایک غیر اسلامی اور انسانیت سوز رسم عرصۂ دراز سے جاری تھی، وہ رسم کیا تھی اور کس عظیم ہستی کی کرامت سے اس کا خاتمہ ہوا اس تعلق سے ایک واقعہ بیان کیا جائے گا۔ ماہِ صفر سے متعلق بھی بہت سی غلط باتیں اور رسمیں لوگوں میں عام ہیں، ان کے بارے میں علمائے دین کے بیان کردہ ارشادات بھی سنیں گی اور یہ بھی سنیں گی کہ آجکل معاشرے میں شادی بیاہ کے موقع پر کون کون سی غیر شرعی رسومات رائج ہیں، بیان کے اختتام پر حضور داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور اُمِّ عطار رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہا کا مختصر تعارف بھی بیان ہو گا۔ اللہ کرے کہ ہم پورا بیان سننے میں کامیاب ہو جائیں۔ بعض اسلامی بہنیں دورانِ بیان تسبیح کے ذریعے ذکر و درود وغیرہ میں مشغول رہتی ہیں۔

یادر کھئے! یہ اِس کا موقع نہیں، ہم چُونکہ علمِ دِین سیکھنے کی نیّت سے یہاں جمع ہوئی ہیں، لہٰذا دورانِ بیان پوری توجہ بیان کی طرف ہی ہونی چاہئے، ویسے علمِ دین سیکھنے پر مشتمل بیان سُننا بھی ذِکْرُ اللہ ہی میں شامل ہے۔

رُکے دَرْیا کو جاری کر دیا فاروقِ اعظم نے

شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے **"کراماتِ فاروقِ اعظم"** میں ایک حکایت نقل فرماتے ہیں: جب مصر فتح ہوا تو ایک روز اہلِ مصر نے حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عرض کی: اے امیر! ہمارے دریائے نیل کی ایک رَسْم ہے جب تک اُس کو ادا نہ کیا جائے دریا جاری نہیں رہتا۔ انہوں نے اِسْتِفْسار فرمایا(یعنی سوال کیا): کیا؟ کہا: ہم ایک کنواری لڑکی کو اُس کے والِدَین سے لے کر عُمدہ لباس اور نفیس زیور (Fine Jewellery) سے سجا کر دریائے نیل میں ڈالتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اسلام میں ہر گز ایسا نہیں ہو سکتا اور اسلام پُرانی واہیات رَسموں کو مٹاتا ہے۔ پس وہ رَسْم موقوف رکھی (یعنی روک دی) گئی اور دریا کی روانی کم ہوتی گئی، یہاں تک کہ لوگوں نے وہاں سے چلے جانے کا قَصْد (یعنی ارادہ) کیا، یہ دیکھ کر حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے امیرُ الْمُؤمِنین خلیفہ ثانی حضرت سیِّدُنا عُمَر بن خَطّاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں تمام واقعہ لکھ بھیجا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب میں تحریر فرمایا: تم نے ٹھیک کیا بے شک اسلام ایسی رسموں کو مٹاتا ہے۔ میرے اس خط میں ایک رُقعہ ہے اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس جب امیرُ الْمُؤمِنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا خط پہنچا اور اُنہوں نے وہ رُقعہ اس خط میں سے نکالا تو اُس میں لکھا تھا: (اے دریائے نیل!) اگر تو خود جاری ہے تو نہ جاری ہو اور اللہ پاک نے جاری فرمایا تو میں

اللہ پاک سے عرض گزار ہوں کہ تجھے جاری فرمادے۔ حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ رُقْعہ دَریائے نیل میں ڈالا، ایک رات میں 16 گز پانی بڑھ گیا اور یہ رَسْم مِصر سے بالکل ختم ہوگئی۔ (کرامات فاروق اعظم، ص۱۵، ص ۱۰، العظمہ لاامام اصبہانی، ص۳۱۸، رقم: ۹۴۰، ملخصاً)

چاہیں تو اِشاروں سے اپنے، کایا ہی پلٹ دیں دُنیا کی

یہ شان ہے خدمت گاروں کی، سردار کا عالَم کیا ہو گا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! سُنا آپ نے! وجودِ کائنات میں اسلامی تعلیمات کا نور پھیلنے سے پہلے کیسی کیسی عجیب وغریب، دردناک اور غیر شرعی رسومات وخُرافات نے مُعاشرے کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا، مثلاً جب دریائے نیل خشک ہونے لگتا تو اہلِ مصر کے لوگ ہر سال ایک بے گناہ نوجوان لڑکی کو زیورات سے آراستہ کرکے اُسے دریا کی بھینٹ چڑھاتے یعنی دریا میں ڈال دیا کرتے اور یہ باطل نظریہ قائم کرلیا تھا کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو دریائے نیل خشک (Dry) ہو جائے گا، مگر قربان جائیے! نگاہِ نُبُوَّت سے فیض یافتہ، بارگاہِ رِسالت کے تعلیم وتربیت یافتہ اَمیرُ الْمُؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر! جن کی بدولت برسہابرس سے جاری اس جاہلانہ اور شرمناک رَسْم کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! جس طرح اَہلِ مِصر میں دریائے نیل کو جاری رکھنے کے لئے غَلَط اِعتقاد پر مبنی رسمِ بد جاری تھی اِسی طرح دورِ حاضر میں بھی بہت سے غَلَط قسم کے اِعتقادات، تَوَہُّمات، ناجائز رُسومات اور غیر شرعی تہواروں کی تباہ کاریوں نے معاشرے کو شریعت وسنت سے دور کرکے تباہی کے قریب لاکھڑا کیا ہے۔ آئیے! چند ناجائز رسومات وتہواروں کے بارے میں سنتی ہیں، چنانچہ

ماہِ صفر سے متعلق پھیلے بے بنیاد خیالات

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی کتاب **"بدشگونی"** میں ہے کہ نُحوست کے وہمی تصورات کے شکار لوگ ماہِ صفر کو مصیبتوں اور آفتوں کے اُترنے کا مہینہ سمجھتے ہیں خصوصاً اس کی ابتدائی تیرہ (13) تاریخیں جنہیں **"تیرہ تیزی"** کہا جاتا ہے بہت منحوس تصوُّر کی جاتی ہیں۔ وہمی لوگوں کا یہ ذہن بنا ہوتا ہے کہ صفر کے مہینے میں نیا کاروبار شروع نہیں کرنا چاہئے نقصان کا خطرہ ہے، سفر کرنے سے بچنا چاہئے ایکسیڈنٹ (Accident) کا اندیشہ ہے، شادیاں نہ کریں، بچیوں کی رخصتی نہ کریں گھر برباد ہونے کا امکان ہے، ایسے لوگ بڑا کاروباری لین دین نہیں کرتے، گھر سے باہر آمد و رفت میں کمی کر دیتے ہیں، اس گمان کے ساتھ کہ آفات نازل ہو رہی ہیں اپنے گھر کے ایک ایک برتن کو اور سامان کو خوب جھاڑتے ہیں، اسی طرح اگر کسی کے گھر میں اس ماہ میں میت ہو جائے تو اسے منحوس سمجھتے ہیں اور اگر اس گھرانے میں اپنے لڑکے یا لڑکی کی نسبت طے ہوئی ہو تو اس کو توڑ دیتے ہیں۔ تیرہ تیزی کے عنوان سے سفید چنے (کابُلی چنے) کی نیاز بھی دی جاتی ہے۔ نیاز فاتحہ کرنا مُستَحَب و باعثِ ثواب ہے اور ہر طرح کے رزقِ حلال پر ہر ماہ کی ہر تاریخ کو دی جاسکتی ہے لیکن یہ سمجھنا کہ اگر تیرہ تیزی کی فاتحہ نہ دی اور سفید چنے پکا کر تقسیم نہ کئے تو گھر کے کمانے والے افراد کا روزگار متاثر ہو گا، یہ بے بنیاد خیالات ہیں۔

عربوں میں ماہِ صفر کو منحوس سمجھا جاتا تھا

دورِ جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) بھی ماہِ صفر کے بارے میں لوگ اسی قسم کے وہمی خیالات رکھا کرتے تھے کہ اس مہینے میں مصیبتیں اور آفتیں بہت ہوتی ہیں، چنانچہ وہ لوگ ماہِ صفر کے آنے کو منحوس خیال کیا کرتے تھے۔ (عمدۃ القاری، ۷/۱۱۰ مفہوماً)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے سوال ہوا: کیا مُحرم و صفر

میں نکاح کرنا منع ہے؟ارشاد فرمایا: نکاح کسی مہینہ میں منع نہیں،یہ غلط مشہور ہے۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۹۵)

صَدرُالشَّریعہ،بدرُالطَّریقہ حضرت علّامہ مولانامفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: ماہِ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں، خصوصاً ماہِ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس (یعنی نُحوست والی) مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ **"صفر کوئی چیز نہیں۔"** (بخاری، کتاب الطب، باب الجذام ۴/۲۴، حدیث:۵۷۰۷)یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غَلَط ہے۔ اسی طرح ذیقعدہ کے مہینہ کو بھی بہت لوگ بُرا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غَلَط ہے اور ہر ماہ میں 28،18،8،23،13،3(تاریخ) کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لَغْو (یعنی بے کار) بات ہے۔(بہار شریعت، ۳/۶۵۹)

اصل نحوست تو گناہوں میں ہے

حکیمُ الامّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اسلام میں کوئی دن یا کوئی ساعت (وقت) منحوس نہیں ہاں! بعض دن بابرکت ہیں۔(مرآۃ المناجیح، ۵/۴۸۴) تفسیر رُوح البیان میں ہے: صفر وغیرہ کسی مہینے یا مخصوص وَقْت کو منحوس سمجھنا دُرُست نہیں، تمام اوقات اللہ کریم کے بنائے ہوئے ہیں اور ان میں انسانوں کے اعمال واقع ہوتے ہیں۔ جس وَقْت میں بندۂ مومن اللہ کریم کی اطاعت وبندگی میں مشغول ہو وہ وَقْت مبارک ہے اور جس وَقْت میں اللہ کریم کی نافرمانی کرے وہ وَقْت اس کے لئے منحوس ہے۔ درحقیقت اصل نُحوست تو گناہوں میں ہے۔(تفسیر روح البیان، ۳/۴۲۸)

دن رات مسلسل ہے گناہوں کا تسلسل کچھ تم ہی کرو نا یہ نحوست نہیں جاتی

(وسائل بخشش مرمم، ص ۳۸۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! معاشرے کی ناجائز رسومات اور تہواروں میں سے ایک "بَسَنْت میلا" بھی ہے۔ یہ تہوار اگرچہ غیر مسلموں کا ایجاد کردہ ہے مگر عِلْمِ دین سے دوری کے باعث مسلمانوں میں بھی اب اس تہوار کو منانے کا رواج زور پکڑتا جارہا ہے۔ یاد رکھئے! بَسَنْت میلا کثیر برائیوں اور بے حیائی کا مجموعہ، پیسہ برباد کرنے کا ذریعہ اور قیمتی جانوں کے ضائع ہونے کا سبب ہے۔ جیسا کہ

بَسَنْت میلے اور پتنگ بازی کی آفات

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: بَسَنْت میلا یہ ایک گستاخِ رسول کی یادگار ہے اسے جاری کرنے والے مرکھپ کر اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ گئے مگر افسوس! صد کروڑ افسوس! اپنی یقینی اور اٹل موت سے غافل مسلمانوں نے اسے جاری رکھنے میں اپنا کردار ادا کیا اور کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اب بھی یہ گناہوں بھرا سلسلہ تمام تر ہلاکت خیزیوں کے ساتھ اپنی نحوستیں لُٹا رہا ہے۔ آج مسلمان کہلانے والے "بَسَنْت" کے نام سے غیر مسلموں کے اس تہوار کو فخریہ طور پر بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں جس میں پتنگ بازی کے خُوب مقابلے ہوتے ہیں، ایک دوسرے کی ڈَوریں کاٹی اور لوٹی جاتی ہیں، مکانوں کی چھتوں پر ڈیک لگا کر فُحش گانے چلائے جاتے ہیں۔ پتنگ کٹ جانے پر اتنی خوشی منائی جاتی ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے مل کر رَقص کرتے ہیں، مرد تو مرد خواتین بھی اس کارِ گناہ میں مردوں سے پیچھے رہ جانے کو گویا خلافِ شان خیال کرتی ہیں، بڑے بڑے شہروں میں پہلے ہی سے ہوٹل اور اونچی اونچی عمارتوں کی چھتیں بک ہو جاتی

ہیں، جس میں ملک کے طول و عرض سے بے شمار لوگ شریکِ مَعاصی (گناہ) ہوتے ہیں، الغرض بے حیائی و فحاشی اور دیگر گناہوں کا بازار خوب گرم ہوتا ہے کہ اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ۔

ہر سال اس منحوس تہوار کے باعث بے شمار افراد چھتوں سے گر کر، پتنگ کی ڈور پھنسنے، بجلی کی تاروں کے گِرنے یا مقابلہ بازی کے دوران آپس میں لڑ جھگڑ کر موت کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں، نہ جانے کتنے ہی بچّوں کی شہ رَگیں تیز ڈور سے کٹ جاتی ہیں، بیسیوں افراد ٹانگیں یا بازو تُڑوا کر عمر بھر کے لئے اَپاہج اور والدَین اور دیگر اہلِ خانہ کیلئے وبالِ جان بن جاتے ہیں اور کئی ماں باپ اپنے بچّے کو اس منحوس تہوار کی نَذر کر کے پوری زندگی کے لیے دل پر اولاد کی جُدائی کا داغ لیے پھرتے ہیں۔ اہم شخصیتوں کے علاوہ غیر ملکی سفیروں کو بھی مدعُو کر کے پتنگ بازی کے نظارے کی زحمت دی جاتی ہے اور وہ لوگ اس قوم کی ان کارستانیوں (شرارتوں) کو دیکھ کر مسکراتے ہیں کہ اس قوم کا بچّہ بچّہ ہزاروں کا مقروض ہے لیکن یہ قوم اپنے ملک (Country) کو بچانے کے بجائے کروڑوں روپے پتنگ بازی کی نذر کر رہی ہے۔ الغرض نفس و شیطان کی چال میں آ کر بے شمار مسلمان اپنا وقت اور پیسہ ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ بسا اوقات اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اللہ پاک سبھی مسلمانوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور ان فضول و بیہودہ کاموں سے خود بھی بچنے اور دوسروں کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مدنی مذاکرہ قسط۹: یقینِ کامل کی برکتیں، ص۲۶-۲۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! ہمارے معاشرے میں منگنی اور شادی کے موقع پر مختلف رسومات ادا کرنے کا بہت زیادہ رواج ہے۔ پھر ہر علاقے، ہر قوم اور ہر خاندان کی اپنی مخصوص رسوم ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ رسوم محض عُرف کی بنیاد پر ادا کی جاتی ہیں اور کوئی بھی انہیں فرض و واجب تصور نہیں کرتا لہٰذا جب تک کسی رسم میں کوئی شرعی قباحت (خرابی) نہ پائی جائے اسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ جیسا کہ

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں: رسوم کی پابندی اسی حد تک کی جاسکتی ہے کہ کسی فعلِ حرام میں مبتلا نہ ہونا پڑے مگر بعض لوگ اس قدر پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم کا چھوڑنا گوارا نہیں مثلاً لڑکی جوان ہے اور رسوم ادا کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہ ہو گا کہ رسوم چھوڑ دیں اور نکاح کر دیں کہ سَبُکدوش (آزاد) ہو جائیں اور فتنہ کا دروازہ بند ہو بلکہ سُود (Interest) جیسی لعنت کو گلے لگانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

(ماخوذ از بہار شریعت، ۳/ ۱۰۴ ملخّصاً)

یہ شادی ہوئی یا اعلانِ جنگ؟

مزید فرماتے ہیں: شادی میں ناچ باجے کا ہونا بعض کے نزدیک اتنا ضروری اَمر (معاملہ) ہے کہ نسبت (یعنی منگنی) کے وقت طے کر لیتے ہیں کہ ناچ لانا ہوگا ورنہ ہم شادی نہ کریں گے۔ لڑکی والا یہ نہیں خیال کرتا کہ بیجا صرف (ضرورت سے زائد خرچ) نہ ہو تو اُسی کی اولاد کے کام آئے گا۔ ایک وقتی خوشی میں یہ سب کچھ کر لیا مگر یہ نہ سمجھا کہ لڑکی جہاں بیاہ کر گئی وہاں تو اب اُس کے بیٹھنے کا بھی ٹھکانا نہ رہا۔ ایک مکان تھا وہ بھی سود میں گیا اب تکلیف ہوئی تو میاں بی بی میں لڑائی ٹھنی اور اس کا سلسلہ دراز ہوا تو اچھی خاصی جنگ قائم ہو گئی، یہ شادی ہوئی یا اعلانِ جنگ۔ ہم نے مانا کہ یہ خوشی کا موقع ہے اور مدت کی آرزو کے بعد یہ دن دیکھنے نصیب ہوئے بے شک خوشی کرو مگر حد سے گزرنا اور حدودِ شرع سے باہر ہو جانا کسی عاقل کا کام نہیں۔ (بہار شریعت، ۲/ ۱۰۶)

گانے باجے

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! عموماً اکثر گھروں میں رواج ہے کہ شادی کے ایام میں رشتہ دار اور

محلے کی عورتیں جمع ہو کر ڈھولک بجاتی اور گیت گاتی ہیں، یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا، مزید یہ کہ عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچانا اور وہ بھی گانے کی۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں بات کرتے وقت گھر سے باہر آواز جانے کو معیوب (بُرا) جانتی ہیں ایسے موقعوں پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں کتنی ہی دور تک آواز جائے کوئی حرج نہیں نیز ایسے گانے میں جوان کنواری لڑکیاں بھی شریک ہوتی ہیں۔ ایسے اشعار پڑھنا یا سننا کس حد تک ان کے دبے ہوئے جوش کو اُبھارے گا اور اخلاق و عادات پر اس کا کہاں تک اثر پڑے گا یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو یا ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ۳/ ۱۰۵ ملخصًا)

مہندی کی رسم

اسی طرح مہندی کی رسم بھی ہے جس میں نوجوان لڑکیاں غیر شرعی لباس پہنے خوب بن سنور کر بے پردہ حالت میں بازاروں اور گلیوں میں سے مہندی کے تھال لئے ہوئے گزرتی ہیں اور پھر دلہن یا دولہا کے گھر جا کر ناچ گانے کی **"پرائیویٹ"** محفل سجاتی ہیں اور طرح طرح کے فتنوں کی پیدائش کا ذریعہ بنتی ہیں۔ (تربیت اولاد، ص۳۶،۳۷)

میوزیکل فنکشن

اسی پر بس نہیں بلکہ اب تو باقاعدہ میوزیکل فنکشن کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں سازوآلات کے ساتھ گلوکاروں اور گلوکاراؤں سے اسپیکر (Speaker) پر گانے سنے جاتے ہیں اور طوائفوں کا ناچ دیکھا جاتا ہے اور ہاتھ پیٹ پیٹ کر تالیوں کی صورت میں انہیں "داد" بھی دی جاتی ہے۔ اس قسم کی محافل میں جن فواحش و بدکاریوں اور اخلاق خراب کرنے والی باتوں کا اجتماع ہوتا ہے ان کے بیان کی حاجت

نہیں۔ مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! ماں باپ، بیٹا بیٹی، بھائی بہن ایک ساتھ ان خوشیوں میں مگن ہوتے ہیں اور "حیا" دُور کھڑی شرم سے پانی پانی ہو رہی ہوتی ہے۔ ایسی ہی محفلوں کی وجہ سے اکثر نوجوان آوارہ ہو جاتے ہیں اور اپنا دھن دولت برباد کر بیٹھتے ہیں۔ (تربیت اولاد، ص ۳۷)

منگنی کی رسم

منگنی شادی کے وعدہ کا نام ہے۔ لیکن اس موقع پر بھی بے ہودہ رسموں کا انعقاد ضروری سمجھا جاتا ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لڑکا خود اپنے ہاتھوں سے اپنی منگیتر کے ہاتھ میں انگوٹھی پہناتا ہے۔ (تربیت اولاد، ص ۳۷) مرد کو سر اور داڑھی کے بالوں کے سوا مہندی لگانا ناجائز ہے مگر اکثر دولہے اپنے ہاتھ بلکہ پاؤں کو بھی مہندی سے رنگے ہوئے ہوتے ہیں۔ (تربیت اولاد، ص ۳۷) بینڈ باجے والے بلوائے جاتے ہیں جو بارات کی آمد کے موقع پر اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ساز وآلات بجانے کے گناہ کمانے کے ساتھ ساتھ سوئے ہوئے مسلمانوں اور مریضوں کو اذیت بھی پہنچاتے ہیں۔ (تربیت اولاد، ص ۳۸)

دودھ پلائی کی رسم

رخصتی کے موقع پر دُودھ پلائی کی رسم ادا کی جاتی ہے جس میں دولہے کو نامحرم خواتین کے مجمع (Crowd) میں بلایا جاتا ہے۔ اس کے دوست ایسے موقع پر اسے تنہا نہیں چھوڑتے اور اس کے ساتھ ہی تشریف لاتے ہیں۔ پھر کوئی نامحرم نوجوان لڑکی اپنی ہم عمر لڑکیوں کے جھرمٹ میں دولہے کو دودھ کا گلاس پیش کرتی ہے اور پھر ہلہ گلہ ہوتا ہے اور دولہا کے دوست نامحرم عورتوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہیں، پھر آخر میں دولہے سے دودھ پلائی کا مطالبہ کیا جاتا ہے جو عموماً اس کی حیثیت سے کئی گنا زائد ہوتی ہے ایسے موقع پر بے پردگی کے علاوہ بھی بہت تکلیف دہ مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ (تربیت اولاد، ص ۳۸)

آتش بازی

ناچ باجے آتش بازی حرام ہیں، کون ان کی حرمت سے واقف نہیں مگر بعض لوگ(ان کاموں میں)ایسے منہمک(مشغول)ہوتے ہیں کہ یہ نہ ہوں تو گویا شادی ہی نہ ہوئی بلکہ بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ اگر شادی میں یہ محرمات(شرعاً ممنوع کام)نہ ہوں تو اسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے، دوسرے مال ضائع کرنا، تیسرے تمام تماشائیوں کے گناہ کا یہی سبب ہے اور سب کے مجموعہ کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ۔ آتش بازی میں کبھی کپڑے جلتے کبھی کسی کے مکان میں آگ لگ جاتی ہے کوئی جل جاتا ہے۔ مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے ہر کام کو شریعت کے موافق کرے، اللہ(پاک)ورسولِ(کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)کی مخالفت سے بچے اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔(بہار شریعت،۲/۱۰۶ ملتقطاً)

8 مدنی کاموں میں سے ایک ”گھر درس“

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! شادی بیاہ اور دیگر خوشی غمی کی تقریبات کے مواقع پر شریعت کی پیروی کا ذہن پانے اور دین و دنیا کی کامیابی و بھلائی پانے کے لئے عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ رہیے اور ذیلی حلقے کے 8 مَدَنی کاموں میں حصہ لے کر اپنے علاقے میں سنتوں کی دھومیں مچائیے۔ ذیلی حلقے کے 8 مدنی کاموں میں سے روزانہ کا ایک مَدَنی کام ”گھر درس“ بھی ہے، آپ تمام اسلامی بہنوں سے گزارش ہے کہ گھر میں مَدَنی ماحول بنانے کے لئے روزانہ کم از کم ایک بار درسِ فیضانِ سنت دینے یا سُننے کی ترکیب ضرور فرمایئے(جس میں نا محرم نہ ہوں)۔ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے تخریج شدہ رسائل سے بھی حسبِ موقع درس دیا جاسکتا ہے۔(دورانیہ 7 مِنٹ ہے) اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ گھر درس میں

بھی علم دِین کے موتی لُٹائے جاتے ہیں اور عِلمِ دِین سیکھنے کی تو کیا ہی بات ہے کہ حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ "جو کوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض سے متعلق ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ کلمات سیکھے اور اسے اچھی طرح یاد کرلے اور پھر لوگوں کو سکھائے تو وہ جنت میں ضرور داخل ہو گا۔" حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ "میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ بات سننے کے بعد کوئی حدیث نہیں بھولا۔" (الترغیب والترہیب، کتاب العلم، الترغیب فی العلم الخ، رقم ۲۰، ج ۱، ص ۵۴)

لہذا آپ بھی گھر میں درس دینے کی نیت فرمالیجئے آیئے ترغیب کے لئے ایک مدنی بہار ملاحظہ فرمایئے چنانچہ

گھر درس شروع کر دیا

عطار والہ (بوریوالہ ضلع وہاڑی، پنجاب) کی ایک اسلامی بہن جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی، شرعی پردہ کا بھی کوئی ذہن نہ تھا، خوش قسمتی سے کسی نے اُنہیں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مَشْہُورِ زمانہ تالیف "فیضانِ سنّت" تحفتاً پیش کی، اس کے چیدہ چیدہ مقامات کا مطالعہ کرنے سے انہیں اندازہ ہو گیا کہ یہ انتہائی دلچسپ اور معلوماتی کتاب ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ان کا روزانہ کا معمول بن گیا کہ فیضانِ سنّت کے کچھ نہ کچھ صفحات کا نہ صرف مطالعہ کرتیں بلکہ اپنے دادا جان کو بھی سناتیں جسے وہ بڑی یکسوئی سے سنتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ کچھ عرصہ بعد رمضان المبارک کے آخری دس دن کا اعتکاف مسجدِ بیت میں کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور انہوں نے دورانِ اعتکاف اوّل تا آخر فیضانِ سُنَّت پڑھنے کی نیت کرلی۔ جب نوافل و تلاوت سے فراغت پاتیں تو فیضانِ سنّت کے مطالعے میں مصروف ہو جاتیں اور ساتھ ساتھ اپنا محاسبہ بھی کرتی جاتیں، امیرِ اہلسنّت

دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے بیعت کی سعادت تو پہلے ہی حاصل کر چکی تھیں اب ان کی پر تاثیر تحریر پڑھنے سے نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کا ذہن بھی بنا، اسی جذبہ کے تحت انہوں نے پابندی سے گھر درس شروع کر دیا جس کی برکت سے آہستہ آہستہ گھر میں مدنی ماحول قائم ہونے لگا۔ ٹی وی کی نحوست سے جان چھوٹی، نمازوں کی پابندی اور شرعی پردے کا ذہن بنا اور یوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کے گھر کے تمام افراد دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہو کر سنّتوں کے سانچے میں ڈھل گئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ایسا کرم ہوا کہ ان کی شادی بھی دعوتِ اسلامی کے ایک مبلغ سے نہایت سادگی سے ہوئی، ولیمہ کی رات اجتماعِ ذکر و نعت کا انعقاد بھی ہوا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اہلسنّت پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔

"اگر آپ کو بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کے ذریعے کوئی مدنی بہار یا برکت ملی ہو تو آخر میں مدنی بہار مکتب پر جمع کروادیں."

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

"ویلنٹائن ڈے" کی خُرافات

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! معاشرے میں پھیلی ہوئی ناجائز رسومات و تہواروں میں سے ایک "**ویلنٹائن ڈے**" بھی ہے۔ بسنت کی طرح یہ بھی غیر مسلموں کے تہواروں میں سے ایک تہوار ہے جو کثیر برائیوں کا مجموعہ ہے۔ افسوس! صد کروڑ افسوس! بَسَنْت کی طرح "**ویلنٹائن ڈے**" کے موقع پر بھی بعض نادان لوگ تمام شرعی حُدود کو پامال کرتے ہوئے خوب گناہوں کا بازار گرم کرتے ہیں۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے بے پردگی و بے حیائی کے ساتھ میل ملاپ، تحفے تحائف کے لین دَین سے لے کر فحاشی و عُریانی کی ہر قسم کا مُظاہرہ کھلے عام یا چوری چھپے جس کا جتنا بس چلتا ہے عام دیکھا سُنا جاتا ہے، گفت

شاپس(Gift shops)اور پھولوں کی دُکان پر رش میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ان اشیا کو خریدنے والے بھی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہوتی ہیں۔ویلنٹائن ڈے پر ہوٹلز کی بکنگ عام دنوں کے مقابلے میں بڑھ جاتی ہے۔مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ !شراب کا بہت زیادہ کاروبار ہوتا ہے جبکہ ساحلِ سمندر پر بے پردگی اور بے حیائی کا ایک نیا سمُندر رہوتا ہے۔

وہ ممالک جہاں غیر مسلم مذہبی اور اخلاقی پابندیوں سے آزاد رہتے ہیں اور بے حیائی کے کاموں کو وہاں ہر طرح کی قانونی چُھوٹ حاصل ہے۔اِس دن کے ہنگامے سے بعض اوقات وہ بھی پریشان ہو جاتے ہیں اور اس کے خلاف بعض اوقات کہیں کہیں سے دَبی دَبی صدائے احتجاج بھی بلند ہوتی رہتی ہے لیکن اِنتہائی دُکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اِس دن کو غیر مسلموں کی طرح بے حیائی کے ساتھ منانے والے بہت سے مسلمان بھی اللہ پاک اور اُس کے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے عطا کردہ پاکیزہ احکامات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے کُھلم کھلا گناہوں کا اِرتکاب کرکے نہ صرف اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ مسلم مُعاشرے کی پاکیزگی کو بھی ناپاک وآلُودہ کرتے ہیں۔بدنگاہی، بے پردگی، فَحّاشی وعُریانی،اَجنبی لڑکے اور لڑکیوں کا میل ملاپ، ہنسی مذاق،اِس ناجائز تعلُّق کو مضبوط رکھنے کے لئے تحائف کا تبادلہ اور آگے بدکاری تک کی نوبتیں یہ سب وہ باتیں ہیں جو اِس دن زور وشور سے جاری رہتی ہیں،اِن شیطانی کاموں کے ناجائز و حرام ہونے میں کسی مسلمان کو بالکل بھی شبہ (Doubt) نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآنِ کریم کی روشن آیات اور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے واضح اِرشادات سے اِن کاموں کی حُرمت و مذمت ثابت ہے۔اِس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اِس طرح کی تمام خُرافات سے بچیں اور اللہ کریم کو راضی کرنے والے کاموں میں لگ جائیں۔ربِّ کریم ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم

صدقہ مجھے سرکار نواسوں کا عطا ہو اغیار کے ٹکڑوں سے شہنشاہ بچالو

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۳۰۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مجلس مکتبۃُ المدینہ

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کم و بیش 104 شُعبہ جات میں نیکی کی دعوت کی دُھومیں مچانے میں مَصروف ہے، جن میں سے ایک "مجلس مکتبۃُ المدینہ" بھی ہے۔ شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کا آغاز ۱۴۰۶ھ بمطابق 1986ء میں فرمایا اور سب سے پہلے بیانات کی آڈیو کیسٹیں جاری کی گئیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مکتبۃُ المدینہ نے اِس مُختَصَر سے عَرصے میں جو تَرقّی کی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اِس مُختَصَر عرصے میں مکتبۃُ المدینہ سے جہاں سُنّتوں بھرے بیانات اور میموری کارڈز دُنیا بھر میں پہنچ رہے ہیں، وہیں سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ، امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ دیگر علمائے اہلسنت اور اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ کی کتابیں بھی زیورِ طَبع سے آراستہ ہو کر لاکھوں کی تعداد میں عوام کے ہاتھوں میں پہنچ کر سُنّتوں کے پُھول کھلا رہی ہیں۔

اللہ کرم ایسا کرے تُجھ پہ جہاں میں اے دعوتِ اسلامی تِری دُھوم مچی ہو!

(وسائلِ بخشش مرمم، ص۳۱۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! ہم معاشرے کی بُری رَسم و رواج اور ان کی تباہ کاریوں کے بارے میں

سُن رہی ہیں۔ عموماً بعض نادان خوشی و غمی کے موقع پر غیر شرعی رسومات کرنے اور غیر مسلموں کے تہوار منانے کے حد سے زیادہ شیدائی ہوتے ہیں۔ دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے، آندھیاں، طوفان، سیلاب یا زلزلے آجائیں، قانون حرکت میں آجائے مگر پھر بھی وہ ان ناجائز رسومات کو ادا کرنے اور غیر مسلموں کے تہواروں کو منانے کے بُرے ارادے سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، بالفرض کوئی ان کی اصلاح کرنے کی کوشش کرے اور انہیں ان خرافات کے دینی و دنیاوی نقصانات بتلائے تو جواب ملتا ہے کہ یہ ہماری خاندانی رسمیں ہیں اور ہمارے باپ دادا کے زمانے سے چلتی آرہی ہیں، لہٰذا ہم ان رسموں کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ الامان والحفیظ۔ یاد رکھئے! ناجائز رسموں کے لئے خاندان (Family) وغیرہ کے عمل کو دلیل بنالینا ہرگز عقلمندی نہیں بلکہ شریعت کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے، جیسا کہ

غمی خوشی کی ناجائز رسموں میں مبتلا لوگوں کو نصیحت:

تفسیر صراط الجنان میں ہے: ان لوگوں کو اپنے طرزِ عمل پر غور کرنا چاہئے جو غمی خوشی کے موقع پر شریعت کے خلاف رسمیں بجالانے اور دیگر اَفعال کرنے پر کوئی شرعی دلیل پیش کرنے کی بجائے یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہمارے بڑے بوڑھے عرصۂ دراز سے یہ رسم و کام کرتے چلے آرہے ہیں اور ہمارے خاندان میں شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جو غمی خوشی کے موقع پر ان رسموں اور کاموں کو نہ کرتا ہو، پھر ہم کسی کے کہنے پر ان چیزوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں! اگر یہ لوگ اللہ پاک اور اس کے رسول، رسولِ مقبول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دیئے ہوئے احکام کو سامنے رکھ کر اپنے طرزِ عمل پر صحیح طریقے سے غور کریں تو انہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان کی کچھ رسمیں اور اَفعال شریعت کے سراسر خلاف ہیں اور یہ ان کے کندھوں پر اپنے اور دوسروں کے گناہوں کا بہت بھاری بوجھ ہیں۔ (صراط الجنان، ۷/ ۱۰۴)

شریعت کے مقابلے میں باپ دادا کی پیروی کرنا کیسا؟

(یادرکھئے!) شریعت کے مقابلہ میں گمراہ باپ دادا کی پیروی کرنا حرام ہے۔ یونہی گناہ کے کاموں میں باپ دادا کی پیروی ناجائز ہے کہ بحکمِ حدیث اللہ کریم کی نافرمانی کے کام میں کسی کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء۔۔۔الخ، ص ۷۸۹، حدیث ۴۷۶۵)

ہمارے ہاں شادی مرگ اور دیگر کئی مواقع پر شریعت پر چلنے کا کہا جائے تو لوگ آگے سے یہی باپ دادا، خاندان اور برادری کے رسم ورواج کا عذر پیش کرتے ہیں یہ بھی سراسر غلط و باطل ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بُروں کی پیروی بُری ہے اور اچھوں کی پیروی اچھی جیسے ہم صحابہ (عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان)، تابعین، ائمہ مجتہدین، اولیاء و صالحین (رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِم اجمعین) کی پیروی کرتی ہیں تو یہ بہت اچھی ہے کہ اس کا حکم خود قرآن نے دیا ہے چنانچہ فرمایا:

وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ (پ ۱۱، التوبہ: ۱۱۹) تَرجَمۂ کنزالایمان: اور سچوں کے ساتھ ہو۔

ہر نماز میں بزرگوں کی پیروی کی دعا مانگنے کا فرمایا، چنانچہ فرمایا:

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ﴿۵﴾ تَرجَمۂ کنزالایمان: راستہ اُن کا جن پر تُو نے اِحسان کیا۔ (پ ۱، الفاتحہ: ۷)

اللہ کریم ہمیں اچھوں کی پیروی کرنے اور بُروں کی پیروی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (صراط الجنان، ۱/۷۲ ملتقطاً)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! صفر المظفر کا مبارک مہینا ہمارے درمیان اپنی برکتیں لُٹا رہا ہے۔

17 صفر المظفر ۱۳۹۸ھ اُمِّ عطار رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھا کا یوم ہے۔تو آیئے!اسی مناسبت سے اُمِّ عطار رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھا کا مختصر تعارف سنتی ہیں:

اُمِّ عطار رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھا کا ذِکرِ خیر

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی والدہ ماجدہ ایک نیک، صالحہ اور پرہیز گار خاتون تھیں۔شوہر کی وفات کے باوجود سخت ترین معاشی آزمائشوں میں بھی اپنے بچوں کی اسلامی خُطوط پر مدنی تربیت کی، جس کا مُنہ بولتا ثُبوت خود امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی ذاتِ بابرکت ہے۔امیرِ اَہلسنّت نے ایک بار بتایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ والدۂ محترمہ کا شروع ہی سے فرائض و واجبات پر عمل کرنے اور کروانے کا اس قدر ذہن تھا کہ چھوٹی عمر ہی سے ہم بہن بھائیوں کو نمازوں کی تلقین فرمانے کے ساتھ سختی سے عمل بھی کرواتیں، بالخُصوص نمازِ فجر کے لئے ہم سب کو لازمی اُٹھاتیں۔والدۂ ماجدہ کی اس طرح تلقین و مدنی تَربِیَت کی بَرَکت سے مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میری بچپن میں بھی کبھی نمازِ فجر چُھوٹی ہو۔

شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: والدۂ محترمہ کا شبِ جُمُعہ (جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات) کو میٹھادر (بابُ المدینہ کراچی) کے علاقے میں اِنتقال ہوا۔موت کے وَقت مجھے بہت یاد کر رہی تھیں، ہمشیرہ نے بتایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! کلمہ طَیِّبہ اور اِستِغفار پڑھنے کے بعد زبان بند ہوئی۔بالخصوص غُسل دینے کے بعد چہرہ نہایت ہی رَوشن ہو گیا تھا۔جس حصّۂ زمین پر رُوح قَبض ہوئی، اس سے کئی روز تک خوشبو آتی رہی اور خُصوصاً رات کے جس حصے میں اِنتِقال ہوا تھا، اس میں طرح طرح کی خوشبوئیں آتی رہیں۔سوئم والے دن صبح کے وَقت چند گُلاب کے پھول لا کر رکھے تھے جو شام تک تقریباً تر و تازہ رہے

جو میں نے اپنے ہاتھ سے والدہ کی قبر پر چڑھائے۔ یقین جانیں اُن میں ایسی عجیب بھینی بھینی خوشبو تھی کہ میں حیران رہ گیا، کبھی گُلاب کے پھولوں میں، میں نے ایسی خوشبو نہیں سُونگھی تھی نہ ابھی تک سونگھی ہے بلکہ گھنٹوں تک وہ خُوشبو میرے ہاتھوں سے بھی آتی رہی۔ (تذکرۂ امیرِ اہلسنت (قسط2)، ص۴۱ ملتقطاً)

عرسِ پاک آگیا اُمِّ عطار کا مولا روضہ دِکھا اُمِّ عطار کا

ان سے عطار کی ہم کو نعمت ملی حق ہو کیسے ادا اُمِّ عطار کا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! 20صفر المظفر کو حضرت سَیِّدُنا داتا علی ہجویری کا بھی عرسِ پاک ہے۔ آیئے! اسی مناسبت سے سید علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مختصر تعارف سنتی ہیں:

ولادت وسِلسلۂ نسب

حُضُور سید داتا گَنج بَخْش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی وِلادَتِ باسَعادَت کم وبیش 400 سنہ ھ میں غزنی شہر (City) میں ہُوئی۔ کچھ عَرصے بعد آپ کا خاندان مَحلہ ہَجْوِیر آگیا، اِسی نِسبَت سے آپ ہَجْوِیری کہلاتے ہیں۔ (اردو دائرۃ المعارف، ۹/۹۱ ملخصًا) آپ کا نام "عَلی" والِد کا نام "عُثمان" ہے۔ آپ کا سِلسِلۂ نَسب چھ (6) واسِطوں سے سَیِّدُ الشُّھَدا، راکِبِ دوشِ مُصْطَفٰے، حضرت سَیِّدُنا امامِ حَسَن مُجْتَبیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے جاملتا ہے۔ (بزرگانِ لاہور، ص۲۲۲ ملتقطاً) آپ کی کُنیَت "اَبُوالْحَسَن" ہے۔ (اردو دائرۃ المعارف، ۹/۹۱) مشہور و مَعرُوف لَقَب "گَنج بَخْش" اور "داتا صاحب" ہے۔

آپ بہت بڑے عالمِ دین، شیخِ طریقت، عبادت گزار اور متقی بزرگ تھے، آپ کی کتاب کَشْفُ الْمَحْجُوْب دنیا بھر میں مشہور ہے۔ آپ کا وصالِ پُرملال 20صفر المظفر ۴۶۵ سنہ ھ کو مرکز الاولیا لاہور

(پاکستان) کی سر زمین پر ہوا اور یہیں پر آپ کا مزار شریف واقع ہے جو دعاؤں کی قبولیت کا مرکز ہے۔ داتا صاحب کی سیرتِ مبارکہ کے حوالے سے مزید معلومات حاصل کرنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کا رسالہ **"فیضانِ داتا علی ہجویری"** کا مُطالَعہ کیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

عقیقے کی سُنّتیں اور آداب

میٹھی میٹھی اسلامی بہنو! آیئے! شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے **"غفلت"** سے عقیقے کی چند سنّتیں اور آداب سنتی ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے: لڑکا اپنے عقیقے میں گِروی ہے ساتویں دن اُس کی طرف سے جانور ذَبح کیا جائے، اُس کا نام رکھا جائے اور سر مُونڈا جائے۔" (تِرمِذی ج۳ ص۱۷۷ حدیث۱۵۲۷) ☆گِروی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس سے پورا نفع (فائدہ) حاصِل نہ ہوگا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض (مُحدِّثین) نے کہا بچّے کی سلامتی اور اُس کی نَشو و نُما (پھلنا پھولنا) اور اُس میں اچّھے اَوصاف (یعنی عمدہ خوبیاں) ہونا عقیقے کے ساتھ وابَستہ ہیں۔ (بہارِ شریعت، ۳/ ۳۵۴) ☆بچّہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذَبح کیا جاتا ہے اُس کو عقیقہ کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ۳/ ۳۵۵) ☆لڑکے کے عقیقے میں دو بکرے اور لڑکی میں ایک بکری ذَبح کی جائے یعنی لڑکے میں نَر جانور اور لڑکی میں مادہ مُناسِب ہے۔ اور لڑکے کے عقیقے میں بکریاں اور لڑکی میں بکرا کیا جب بھی حَرَج نہیں۔ (بہارِ شریعت، ۳/ ۳۵۷) ☆ قربانی کے اُونٹ وغیرہ میں عقیقے کی شرکت ہو سکتی ہے۔ ☆عقیقہ فرض یا واجب نہیں ہے صرف سنّتِ مستحبّہ ہے، (اگر گنجائش ہو تو ضرور کرنا چاہئے، نہ کرے تو گناہ نہیں البتّہ عقیقے کے ثواب سے محرومی ہے) غریب آدمی کو

ہر گز جائز نہیں کہ سُودی قرضہ لے کر عَقیقہ کرے۔(اسلامی زندگی، ص ۲۷)☆بچّہ اگر ساتویں دن سے پہلے ہی مر گیا تو اُس کا عقیقہ نہ کرنے سے کوئی اثر اُس کی شَفاعت وغیرہ پر نہیں کہ وہ وقتِ عَقیقہ آنے سے پہلے ہی گزر گیا۔ہاں!جس بچّے نے عقیقے کا وَقت پایا یعنی سات دن کا ہو گیا اور بِلا عُذر باوَصفِ استِطاعت (یعنی طاقت ہونے کے باوُجُود) اُس کا عقیقہ نہ کیا اُس کے لیے یہ آیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی شَفاعت نہ کرنے پائے گا۔(فتاویٰ رضویہ،۲۰/۵۹۶)☆عقیقہ ولادت کے ساتویں روز سنّت ہے اوریہی افضل ہے،ورنہ چودھویں،ورنہ اکّیسویں دن۔(فتاویٰ رضویہ،۲۰ /۵۸۶)☆ عقیقے کا جانور اُنھیں شرائط کے ساتھ ہونا چاہیے جیسا قربانی کے لیے ہوتا ہے۔اُس کا گوشت فُقَرا اور عزیزو اقارب دوست واَحباب کو کچّا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا اُن کو بطورِ ضِیافت و دعوت کِھلایا جائے یہ سب صورَتیں جائز ہیں۔(بہارِ شریعت،۳/۳۵۷)☆اگر ساتویں دن نہ کرسکیں تو جب چاہیں کرسکتے ہیں ، سنّت ادا ہوجائے گی۔(بہارِ شریعت،۳/۳۵۶)

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب،**بہارِ شریعت** حصّہ 16 (312 صفحات)اور120 صَفْحات کی کتاب"**سُنّتیں اور آداب**"اور امیرِ اہلسُنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے"**101 مدنی پھول**"اور"**163 مدنی پھول**"ھدِیّۃً حاصِل کیجئے اور پڑھئے۔